OPEN ACCESS

ABHATH

(Research Journal of Islamic Studies)

Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932

ISSN (Online) : 2521-067X

October–December -2023

Vol: 8, Issue:32

Email:abhaath@lgu.edu.pk

OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

مسئلہ طلاق: منتخب اردو تفسیری ادب اور مروجہ پاکستانی قوانین کا تقابلی مطالعہ

The Divorce: A Comparative Study of Selected Urdu Tafsir Literature and Prevailing Pakistani Laws

Hafiz Falak Shair Faizi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University.
hafizfalak.isl@leads.edu.pk
Mufti Hafiz Ali Nawaz
Mudarris Jamia Fatimat ul Zahra Madrisa Chak 111 J, Faisalbad:
alinawaz111313@gmail.com

Abstract

Suppose a conflict between the husband and wife cannot be resolved. In that case, there is no compassion and sorrow in the relationship, love and morals are absent, they cannot become a source of comfort and relaxation for each other, and the rights of marriage begin to be destroyed so that marriage becomes difficult and for the rejection of shirk. If there is no other option but separation, in such a case, the Holy Shariat has created a system, a law for separation and divorce, which is called divorce, the words of divorce immediately terminate the marriage relationship and the woman is freed from all the rights of marriage. In this article, the Qur'ān and Sunnah, various Qur'ānic interpretations and Pakistānī family laws have been compared on the issue of divorce.

Keyword: Divorce, Urdu Tafasir, Family Laws, Marriage, Rights,

اگر زوجین کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے تو قرآن مجید کے مطابق دونوں میاں اور بیوی کے خاندان میں سے کچھ افراد کو حاکم بنا کر معاملہ حل کرنا چاہیے بلکہ ہر ممکنہ کوشش ہو کہ زوجین کا ازدواجی رشتہ برقرار رہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کے درمیان رشتہ ازدواج قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں رشتے کو ختم کرنا ہی

دونوں کے لیے بہتر ہوتا ہے، اسی لیے شریعت اسلامیہ نے طلاق کو جائز قرار دیا ہے تاکہ مزید بگاڑ پیدا نہ ہو۔ طلاق زوجین کے درمیان نکاح کے معاہدہ کو ختم کرنے کا نام ہے۔ اس حوالہ سے مسئلہ طلاق پر قرآن و سنت، مختلف قرآنی تفاسیر اور پاکستانی قوانین کا تقابلی جائزہ کیا گیا ہے۔

طلاق کے معنی و مفہوم

ا۔ "اَلطَّلَاقُ: اصل اس کے معنی کسی بندھن سے آزاد کرنا کے ہیں۔"[1]

۲۔ "طَلاّق: طلاق، جدائی، رخصت کرنا، چھوڑ دینا۔"[2]

۳۔ "طلاق: نکاح کا فسخ ہونا۔"[3]

۴۔ "طَلَاق: لغت میں طلاق کے معنی ہیں، پابندی کو دور کر دینا اور رہائی دینا۔"[4]

۵۔ "الطلاقُ: رہائی، آزادی، چھٹکارہ۔"[5]

شریعت اسلامی کی اصطلاح میں اس کا مطلب نکاح کے ذریعہ لگائی گئی گرہ کو کھول دینا یا نکاح کا زائل ہو جانا، طلاق کہلاتا ہے۔[6] عربی لفظ شوہر کا اپنی زوجہ کو پابندی نکاح سے آزاد کر دینا۔[7]

[1] ۔ اصفہانی، راغب، مفردات القرآن، (زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور، 1987ء)، ج2، ص634
Asfahānī, Rāghib, Mufradāt ul Qur'ān, (Zāhid Bashir Printers,Lahore,1987),V:2,P:634

[2] ۔ نعمانی، عبدالرشید، لغات القرآن، (یونین پرنٹنگ پریس، دہلی، 1985ء)، ص94
Nou'mānī, Abdul Rasheed, Lughāt ul Qur'ān, (Union Printing Press, Dehlī,1985),P:94

[3] ۔ فیروزدین، مولوی، فیروز اللغات، (مطبوعہ فیروز سینز لمیٹیڈ، کراچی س-ن)، ص930
Feroz Deen, Molvī, Feroz ul Lughāt, (Maṭbo'a Feroz Cens Limited,Karāchī,N Y), P:930

[4] ۔ سجاد میرٹھی، قاموس القرآن، (یونین پریس دہلی، کراچی، 1954ء)، ص315
Sajād Mirthī, Qāmoos ul Qur'ān,(Union Press Dehli, Karāchī,1954), P:315

[5] ۔ کیرانوی، وحید الزماں، القاموس الوحید، (ادارۃ الاسلامیات، کراچی، 2001ء)، ص1009
Kirānvī, Waḥeed ul Zamān, Al Qāmoos ul Waḥeed, (IDārat ul Islāmyāt, Karāchī,2001),P:1009

[6] ۔ منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، (اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر 2008)، ص361
Minhāj ul Deen Minaī, Islāmī Fiqha, (Islāmic Publicatoins, Lahore, Sep:2008), P:361

[7] ۔ محبوب عالم، مولوی، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، (الفصیل غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، نومبر 1992ء)، ص1010
Maḥboob Alam, Molvi, Islāmī Insaiklopidia,(Al Faseel Ghaznī Satreet Urdu Bazār, Lahore,Nov:1992), P:1010

احکام طلاق قرآن کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭحَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ "[8]

"اور طلاق والی خواتین کے لیے بمطابق دستور ساز و سامان ہے"۔

احکام طلاق احادیث کی روشنی میں:

طلاق کی مختلف اقسام ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

طلاق رجعی

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

"حَدَّثَنَا الْحَسَنُ،أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلَّى عَنْهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا،ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ أَنَفًا ، فَقَالَ :خَلَّى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ : وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَقَادَ لِأَمْرِ اللَّهِ"[9]

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک آدمی کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد انہوں نے تنہائی میں عدت گزاری۔ عدت کے دن جب ختم ہو گئے تو ان کے پہلے شوہر نے ہی پھر معقل رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا۔ معقل کو اس پر بڑی غیرت آئی۔ انہوں نے کہا جب وہ عدت گزار رہی تھی تو اسے اس پر قدرت تھی (کہ دوران عدت میں رجعت کر لیں لیکن ایسا نہیں کیا) اور اب میرے پاس نکاح کا پیغام بھیجتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے اور اپنی بہن کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی «وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فلا تعضلوهن» ”اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں تو تم انہیں

---

[8]۔ البقرہ:2:241

Al Qur'ān:2:241

[9]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل،(256ھ) صحیح بخاری،(مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1381ھ)، کتاب الطلاق، باب وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ ،ج7،ص58،ح5331

Bukhārī, Muḥammad bin Ismaeel,(256) Saḥiḥ Bukhārī,(Maṭbo'a Noor Muḥammad Asaḥul Matabia Karāchī,1381),Kitāb ul Ṭalāq, V:7,P:58,Ḥadith:5331

مت روکو۔'' آخر آیت تک پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے ضد چھوڑ دی اور اللہ کے حکم کے سامنے جھک گئے"۔

اگر صاف الفاظ میں ایک یا دو طلاق دی جائے اور لفظ طلاق کے ساتھ بائن یا بائنہ کا لفظ بڑھا دیا جائے یا دوسرے الفاظ سے طلاق کو موکد کر دیا جائے، مثلاً کسی شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے ایک یا دو طلاق بائن یا بائنہ دی، تو یہ طلاق بائن ہوئی، طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو گی، رشتہ نکاح ٹوٹ گیا، اور مرد کو اب اپنی دی ہوئی طلاق سے رجوع کرنے اور اس کو لوٹانے کا اختیار نہیں رہا، البتہ اگر مرد اور عورت دونوں چاہیں تو عدت میں یا عدت کے بعد جب چاہیں اپنی مرضی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔

طلاق بائن

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

"أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَرْسَلَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا، وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَةٍ، فَقَالَا لَهَا: وَاللهِ مَا لَكِ نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَامِلًا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ لَهُ قَوْلَهُمَا، فَقَالَ: «لَا نَفَقَةَ لَكِ»، فَاسْتَأْذَنَتْهُ فِي الِانْتِقَالِ، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: أَيْنَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: «إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ» وَكَانَ أَعْمَى، تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا، فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ"[10]

"معمر نے ہمیں زہری سے خبر دی، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی جانب گئے اور اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو اس کی (تین) طلاقوں میں سے جو طلاق باقی تھی بھیج دی، اور انہوں نے ان کے بارے میں (اپنے عزیزوں) حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا کہ وہ انہیں خرچ دیں، تو ان دونوں نے ان (فاطمہ) سے کہا: اللہ کی قسم! تمہارے لیے کوئی خرچ نہیں الا یہ کہ تم حاملہ ہوتی۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو ان دونوں کی

10۔ قشیری، مسلم بن حجاج (م 261ھ) صحیح مسلم، (مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ)، کتاب طلاق، باب الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا لَا نَفَقَةَ لَهَا، ج2، ص1117، ح1480

Qushairī, Muslim bin Hajāj(261)Sahih Muslim, ,(Maṭbo'a Noor Muḥammad Asaḥul Matabia Karāchī,1375),Kitāb ul Ṭalāq,V:2,P:1117,Ḥadith:1480

بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے خرچ نہیں (بنتا۔) انہوں نے آپ سے نقل مکانی کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! کہاں؟ فرمایا: ابن ام مکتوم کے ہاں۔ وہ نابینا تھے، وہ ان کے سامنے اپنے (اوڑھنے کے) کپڑے اتارتیں تو وہ انہیں دیکھ نہیں سکتے تھے۔ جب ان کی عدت پوری ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کر دیا"۔

اگر کسی عورت کو اس کا شوہر طلاق دے دے اور وہ حاملہ ہو تو اس کے شوہر پر اس عورت کے نفقہ کی ذمہ داری اس وقت تک ہو گی، جب تک کہ اس کی Delevery نہ ہو جائے اور اگر عورت حاملہ نہ ہو تو شوہر پر اس عورت کے نان ونفقہ کی ذمہ داری عائد نہ ہو گی اور اسے شوہر کا گھر چھوڑنا پڑے گا، کیونکہ دونوں کے درمیان جو رشتہ زوجیت تھا، وہ اب طلاق کے بعد ختم ہو چکا ہے، اس لیے شوہر کے گھر پر رکنا عورت کے لیے اب کسی طور مناسب نہیں۔

طلاق مغلظہ

کسی بھی مرد کو ایک عورت سے نکاح کرنے کے بعد ایک سے تین طلاق تک کا اختیار ہے اگر کوئی اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو اب یہ طلاق مغلظہ ہو گئی نکاح کا رشتہ ٹوٹ گیا، اب اگر یہ دونوں اپنی مرضی سے یک جا ہونا چاہیں تو نہیں ہو سکتے نہ مرد اپنی طلاق واپس لے سکتا ہے، اور نہ ہی دونوں اپنی مرضی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں، تین طلاقیں واقع ہونے کے بعد دونوں کی مرضی سے دوبارہ نکاح کی ایک ہی شکل ہے اور وہ ہے حلالہ، حلالہ کا مطلب ہے کہ عدت طلاق گزرنے کے بعد اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ ہو۔

اور پھر بعض حالات وواقعات کے تحت ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ دوسرا شوہر از خود اسے اپنی زندگی سے آزاد کر دے تو اس عورت کی عدت کے اختتام کے بعد اس عورت کو اختیار حاصل ہو گا، کہ وہ تیسرا نکاح کر لے، چاہے وہ سابقہ شوہر ہی سے کیوں نہ ہو۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ ۔"[11]

---

[11] ۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ج2، ص1099، ح1472
Muslim, Saḥiḥ Muslim, Kitāb ul Ṭalāq, Bāb Ṭalāq Al Thalāth,V:2,P:1099,Ḥadith:1472

"معمر نے ہمیں ابن طاوس سے خبر دی، انہوں نے اپنے والد (طاوس بن کیسان) سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے (ابتدائی) دو سالوں تک (اکٹھی) تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھی، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں نے ایسے کام میں جلد بازی شروع کر دی ہے جس میں ان کے لیے تحمل اور سوچ بچار (ضروری) تھا۔ اگر ہم اس (عجلت) کو ان پر نافذ کر دیں (تو شاید وہ تحمل سے کام لینا شروع کر دیں) اس کے بعد انہوں نے اسے ان پر نافذ کر دیا۔ اکٹھی تین طلاقوں کو تین شمار کرنے لگے"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم تین طلاقوں سے متعلق اجماع امت سے تبدیل ہو گیا اور یہ حجت نامہ ہے اس میں چوں چراں کرنا گمراہی ہے، کیونکہ فاروق اعظم اپنا فیصلہ مسلط نہیں کرتے تھے بلکہ تمام صحابہ کرام کے اتفاق رائے سے جو فیصلہ ہوتا تھا، اس کو جاری فرماتے تھے، اگر دیکھا جائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس حکم کے ذریعے سے امت کو حرام سے بچایا، جھوٹ کا دروازہ بند کر دیا، صحیح اور حلال کو استعمال کرنا باقی رکھا، و گرنہ تو موجودہ زمانے میں بیس مرتبہ طلاق کہنے کو بھی ایک شمار کرنے کو تیار نہ ہوتے، اگر فاروق اعظم یہ حکم صادر نہ فرماتے تو اس دور میں اکثر امت حرام میں مبتلا ہو جاتی جبکہ اس حکم کے باوجود بھی غلط کاری میں مبتلا ہے۔

طلاق سے متعلق منتخب تفسیری مباحث:

اللہ تعالی کے نزدیک طلاق دینا ابغض الحلال ہے، میاں بیوی اللہ تعالی کے نام پر رشتہ قائم کرتے ہیں دونوں کی آپس میں قربت پیدا ہوتی ہے پھر ایسی قربت کو ختم کر دیا جائے یہ اچھا نہیں ہے۔ اس لیے طلاق کے اکثر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود ایک حلال اور جائز عمل بھی ہے جس کی بعض اوقات حاجت اور ضرورت بھی ہوتی ہے اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس کا باقاعدہ طریقہ متعین کیا ہے، عملی طور پر طلاق دینے کی دو صورتیں ہیں:

ایک طلاق دینے کا مسنون طریقہ ہے اور دوسرا خلاف سنت طریقہ، جب سنت کے مطابق طلاق دی جائے تو اس کا نقصان نہیں ہو گا اور خلاف سنت طلاق دینے سے نقصان اور ندامت کا سامنا کرنا پڑتا۔ طلاق اور اس کے متعلقات پر ذیل میں تفسیری مباحث کا ذکر ہے۔

ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینا

اس بحث میں پانچ مختلف اردو تفاسیر کو منتخب کیا گیا ہے اور ان کے مفسرین کی آراء کا جائزہ لیا گیا ہے جن میں تفہیم القرآن از مودودی، تدبر القرآن از امین احسن اصلاحی، تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، تیسیر القرآن از عبدالرحمان کیلانی اور الکوثر فی تفسیر القرآن از نجفی شامل ہیں اس کے بعد پاکستانی قوانین کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

تفہیم القرآن:

مولانا مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں زوجہ کو طلاق دینے کا طریقہ بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زوجہ کے ایام ماہواری میں طلاق دینا منع کیا گیا ہے اور اگر زوجہ کو طلاق دینی ہے تو حالت طہر میں طلاق دی جائے گی اور وہ صرف ایک بار طلاق دی جائے گی۔ عورت کے ایام ماہواری سے فارغ ہونے کا انتظار کرنا ہوگا اور پھر دوسرے طہر میں دوبارہ دوسری طلاق دے سکتا ہے۔ البتہ اس صورت میں شوہر عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر سکتا ہے اور ہاں اگر عدت گزر جاتی ہے تو دونوں میاں بیوی کے لیے رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنے کا موقع باقی رہتا ہے ۔وہ نکاح کر سکتے ہیں لیکن اگر شوہر نے تیسرے طہر میں تیسری مرتبہ طلاق دے دی تو پھر نکاح باقی نہیں رہتا اور نہ ہی رجوع کر سکتا ہے۔ مولانا مودودی یہ بحث کرتے ہوئے اس اہم مسئلہ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ اگر شوہر ایک ہی مجلس میں ایک ہی وقت میں تینوں طلاقیں دے دیتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے، ایسا طریقہ شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے۔ لیکن باوجود گناہ کے آئمہ اربعہ اس کے موثر اور واقع ہونے کے قائل ہیں۔[12]

مولانا مودودی اس بارے اپنا نقطہ نظر بیان نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی آئمہ اربعہ کے مطابق تین طلاقوں کے بیک وقت موثر ہونے کے قائل ہیں۔

تدبر قرآن:

امین احسن اصلاحی طلاق دینے کا شرعی طریقہ بتاتے ہوئے شوہر کو نصیحت بھی کرتے ہیں کہ شوہر اگر اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے تو الگ الگ دو طہروں میں ایک ایک طلاق دے اور پھر تیسرے طہر میں یا تو بیوی سے رجوع کرلے اگر مراجعت کرنا چاہے یا اس کو مناسب طریقے سے رخصت کر دے لیکن اگر کوئی شخص تیسری طہارت میں اپنی بیوی کے پاس لوٹتا ہے یعنی رجوع کرتا تو پھر شریعت کے مطابق اسے اس کا حق ہے لیکن اگر اس کا ارادہ زوجہ کو تکلیف دینا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اللہ کی آیتوں کے پردے میں اللہ کی مخالفت کا اظہار کیا ہے۔

کیونکہ زمانہ جاہلیت میں طلاق کا عام طریقہ یہ رہا ہے کہ جس کو بھی بیوی پر کسی سبب سے غصہ آیا وہ نتائج و عواقب کا لحاظ کیے بغیر، ایک ہی سانس میں تین ہی نہیں بلکہ ہزاروں طلاقیں دے ڈالتا تھا اور ساتھ ہی بیوی

---

[12]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، س-ن)، ج1، ص174
Modoodī, Sayed Abu ul A'la, Tafhīm ul Qur'ān,(IDāra Tarjman ul Qur'ān ,Lahore, N Y),V:1,P:174

کو گھر سے باہر بھی نکال دیتا تھا کہ جب طلاق دے دی ہے تو اب اپنے گھر میں اس کی ایک وقت کی روٹی کا بھی خرچ کیوں برداشت کرے ! اس طرح طلاق دینے میں عورت، مرد، بچوں بلکہ پورے کنبہ کے لیے تکلیف کا مرحلہ ہے یہاں تک کہ اس بچہ کے لیے بھی جو عورت کے پیٹ میں بصورت حمل ہو سکتا ہے۔

مولانا مودودی کی طرح مولانا امین احسن اصلاحی کا بھی یہی موقف ہے کہ ایک ہی سانس میں ایک ہی وقت میں تین یا تین سے زیادہ طلاقیں دے کر بیوی کو جدا کر دے یہ مستحسن نہیں بلکہ دو مہینوں میں، دو طہروں کے اندر، طلاق دے اور پھر تیسرے طہر میں اگر چاہے تو مراجعت کر لے اگر اس کو حسن سلوک کے ساتھ بیوی کی طرح رکھنا مقصود ہو ورنہ دستور کے مطابق رخصت کر دے اگر آخری فیصلہ قطع تعلق ہی کا ہے۔[13]

تبیان القرآن:

ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے سے متعلق علامہ غلام رسول سعیدی کا موقف یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اس کا باقاعدہ طریقہ متعین کیا ہے، عملی طور پر طلاق دینے کی دو صورتیں ہیں۔ایک طلاق دینے کا مسنون طریقہ ہے اور دوسرا خلاف سنت طریقہ۔ طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ عورت کو طہر اور پاکیزگی کے ایام میں طلاق دی جائے اور اسے صرف ایک طلاق دی جائے یہاں تک کہ وہ بائنہ ہو جائے اور اگر تینوں طلاقیں دینا ہوں تو ایک پاکی میں ایک طلاق دی جائے پھر دوسری پاکی میں دوسری طلاق دی جائے ور تیسری پاکی میں تیسری طلاق دی جائے اور اس دوران عورت سے قربت سے اجتناب کیا جائے۔ [14]

کیونکہ قرآن مجید میں طلاق کا واضح حکم ہے کہ وہ طلاقیں جن میں رجوع کیا جا سکتا ہے وہ دو ہیں۔اس کے بعد جو تیسری طلاق دے گا تو ایک طرف یہ خلاف سنت طریقہ ہے اور دوسری طرف یہ عورت کو مرد پر حرام کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: "فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ-"[15] (تین

[13]۔اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، (فاران فاونڈیشن، لاہور 1430ھ) ، ج1، ص556
Islāḥī, Amin Ahsan, Tadabur Qur'ān, (Fārān Foundation,Lahore 1430), V:1,P:556

[14] ۔سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، (فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 2009ء)، ج1ص53، 855
Saeedī, Ghulām Rasool, Tibyān ul Qur'ān, (Farid Book Satal, Urdu Bazār Lahore, 2009), V:1, P:853-855

[15]۔البقرہ: 2:230
Al Qur'ān:2:230

طلاقوں) کے بعد خاوند کے لیے وہ عورت اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے"

علامہ سعیدی کہتے ہیں اس حکم کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے اور پھر قرآن کے اس حکم پہ عمل نہ کرے اور تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دے۔[16]

علامہ سعیدی طلاق ثلاثہ کی وضاحت کرتے ہوئے اس مسئلہ کی یوں وضاحت کرتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں قرآن کے حکم کو بیان کرتے ہیں پھر احادیث سے طلاق ثلاثہ کے واقع ہونے کی مثالیں پیش کرتے ہیں اور دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ احادیث میں طلاق ثلاثہ کا ذکر موجود ہے اور عملی طور پر بھی طلاق ثلاثہ کے واقعات بعض صحابہ کرام کے ساتھ پیش آئے اور جب بعض صحابہ اور تابعین نے اپنی ازواج کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ عملا نافذ بھی ہوئیں۔اسی طرح آثار صحابہ وتابعین سے بھی یہ ثابت کرتے ہیں کہ طلاقِ ثلاثہ کے بارے میں صحابہ کرام، تابعین اور جمہور فقہاء علماء کا موقف ایک ہے کہ جب بیوی کو تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور طلاق ثلاثہ سے تین طلاق مراد لینا سلف صالحین کے دور سے ہی معمول ہے اور صحابہ کرام اور تابعین میں سے جو فقیہ تھے ان سب کا بھی یہی فتوی ہے۔اہم بات یاد رکھنے والی یہ ہے کہ کسی چیز کا خلافِ سنت ہونا اور بات ہے اور کسی چیز کا واقع ہونا اور بات ہے ان دونوں باتوں کے درمیان فرق نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے، یہی حال یہاں پر ہے کہ طلاق ثلاثہ اگرچہ خلاف سنت ہے مگر جب دی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں۔[17]

اب اس مسئلہ میں صرف اس بات پر بعض علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اگر یہ تین طلاقیں ایک مجلس میں دی جائیں یا ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک شمار ہو گی یا تین۔ جمہور علماء احناف، شوافع، مالکیہ اور علماء حنابلہ کا اتفاق ہے کہ اس صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں جبکہ شیخ ابن تیمیہ اور ان کے کچھ متبعین کا موقف ہے کہ اس صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ ابنِ تیمیہ اور ان کے پیروکاروں کی طرف سے اپنے موقف

---

[16]۔ سعیدی، تبیان القرآن، ج1، ص852

Saeedī, Tibyān ul Qur’ān, V:1, P:852

[17]۔ ایضاً، ص853- 852

Ibid, P:852-853

پر تین بنیادی دلائل پیش کیے گئے ان میں سے ایک طاؤس کی روایت ہے جو " صحیح مسلم "اور بعض دیگر کتب احادیث میں بھی ہے مگر اس میں فن حدیث کی رو سے سقم پایا جاتا ہے اس لیے قابل استدلال نہیں ہے۔

دوسری دلیل بطور حوالہ مسند احمد میں روایت کردہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ جس میں حضرت رکانہ کے طلاق دینے کا بیان ہے یہ روایت ضعیف ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں امام ترمذی اور امام ابوداؤد میں حضرت رکانہ نے طلاق البتہ دی ہے جس میں ان کی مراد "ایک طلاق" ہے جبکہ مسند امام احمد میں انہوں نے تین طلاقیں دی ہیں، بہر حال جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد چونکہ صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہیں اور ان کی یہ روایت زیادہ مستند اور صحیح ہے اس لیے ان کی روایت پر عمل کیا جائے گا جبکہ مسند امام احمد کی حدیث میں ضعف پایا جاتا ہے اور اس کے راوی عادل نہیں ہیں لہذا اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔[18] تیسری بڑی دلیل سنن ابی داؤد کی ضعیف اور شاذ روایت پیش کی جاتی ہے جس میں "بعض بنی ابی رافع" مجہول راوی ہے، اس روایت کو محدثین نے مجہول اور شاذ کہا ہے لہذا یہ بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ ان کے مقابلہ میں جمہور علماء اور رفقہاء اہلِ سنت کے مضبوط دلائل ہیں سب سے پہلے قرآن مجید کی دلیل ہے:

"فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ-"[19]

تین طلاقوں کے بعد خاوند کے لیے وہ عورت اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے "لہذا ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں یا زائد طلاقیں دینا خلاف سنت ضرور ہے طلاقیں دینے والا گنہگار ہو گا لیکن طلاق واقع ہو جائے گی اب کوئی راستہ نہیں رہتا شوہر کے لیے رجوع کرنے کا۔

تیسیر القرآن:

مولانا عبدالرحمن کیلانی کا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے پر موقف یہی ہے کہ شوہر زوجہ کو حالت طہر میں ایک طلاق دے اور پھر مکمل عدت گزر جانے دے۔ اس صورت کو اصطلاح فقہ میں احسن طلاق کہا گیا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر ایک طہر میں ایک طلاق دے گا اور پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے اس صورت کو حسن کہا جاتا ہے۔ لیکن پہلی صورت قابل تحسین ہے کہ

---

[18]۔ سعیدی، تبیان القرآن، ج1، ص822

Saeed, Tibyān ul Qur'ān, V:1, P:822

[19]۔ البقرہ، 230:2

Al Qur'ān:2:230

اگر عدت گزر جانے کے بعد زوجین آپس میں مل بیٹھنے پر رضامند ہوں تو تجدید نکاح سے یہ صورت ممکن ہے اور تیسری صورت یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں تینوں طلاقیں دے۔ یہ صورت طلاق بدعی کہلاتی ہے اور ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

اگرچہ بعض آئمہ فقہاء کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی تینوں طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن سنت نبوی کے مطابق یہ طلاق ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔ جیسا کہ عہد نبوی کے ابتدائی دو یا تین سال، عہد صدیقی اور دور فاروقی تک، لوگ ایک ہی وقت میں تین طلاق کی بدعت میں ڈوبے ہوئے تھے اور یہ رواج قبل از وقت سے مسلسل جاری رہا۔ اور یہ عہد نبوی میں بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں، آپ ﷺ غصے سے اٹھ کر کہنے لگے: کیا میری زندگی میں یہ کتاب خدا سے اس طرح کھیل رہا ہے؟ جب کسی نے آپ کی حالت دیکھی تو اجازت طلب کی: کیا میں اس مجرم کو قتل نہ کروں؟ آپ نے شفقت کی کہ اس مجرم کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی۔[20]

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا شرعی نقطہ نظر سے مکروہ اور گناہ کبیرہ ہے۔ مزید طلاق ثلاثہ سے متعلق مولانا عبد الرحمن کیلانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول فَلَوْاَمْضَيْنَاه عَلَيْهِمْ کو واضح کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سزا اور تادیب کے لیے تھا تاکہ لوگ ان بدعتوں سے باز آجائیں۔ یہ فیصلہ آپ نے ایک سرکاری اعلان کے ذریعے نافذ کر دیا۔ گویا یہ وقتی اور عارضی تھا، اس کی حالت قرآن و سنت کی طرح مستقل نہیں تھی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے جس کی بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر امت کا اجماع نہ ہو سکا لہذا جو لوگ اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ باطل ہے۔ کیونکہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں مندرجہ ذیل چار قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں۔

پہلا طبقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو وقتی اور تعزیری فیصلہ سمجھتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو ہی ہر زمانہ کے لیے قانون مانتا ہے۔ اس طبقہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی شمار

---

[20] نسائی، احمد بن شعیب، السنن، (دار المعرفہ، بیروت، لبنان، 2007ء)، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث المتفرقہ، ح1306
Nasai, Aḥmad bin Shoaib, Al Sunan, (Dār ul Marifa, Beirūt, Labnān, 2007), Kitāb ul Ṭalāq, Bāb Ṭalāq al Thalath al Mutafariqa, Ḥadith1306

ہوتی ہے اس طبقہ میں ظاہری، اہل حدیث اور شیعہ شامل ہیں (نیز قادیانی جنہیں غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے وہ بھی ایک ہی طلاق کے قائل ہیں) اس کے علاوہ آئمہ اربعہ کے مقلدین میں سے بعض وسیع الظرف علماء بھی اس کے قائل ہیں۔

دوسرا طبقہ مقلدین کا ہے جن کی اکثریت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے اس فیصلہ کو مشروع اور دائمی سمجھتا ہے۔

تیسرے طبقہ کا نظریہ ہے کہ ایک مجلس میں ایک طلاق واقع ہوناتو جائز ہے لیکن اگر دو یا تین یازائد طلاقیں دی جائیں تو ایک بھی واقع نہیں ہوتی وہ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دیناکار گناہ اور خلاف سنت ہے۔ لہذا ایسی طلاقیں سب لغو اور باطل ہیں ایک طلاق بھی واقع نہ ہو گی۔ اس گروہ میں اہل تشیع کے کچھ حضرات شامل ہیں۔ نیز محمد بن ارطاۃ اور محمد بن مقاتل (حنفی) بھی اس کے قائل ہیں۔[21] کچھ کم تعداد میں ایسے بھی ہیں جن کا نظریہ یہ ہے کہ جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کو غیر مدخولہ کے لیے ایک ہی شمار کرتے ہیں اور مدخولہ کے لیے تین۔[22]

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس مسئلہ پر اتنا اختلاف ہو کہ اس میں چار طبقات پائے جاتے ہوں اسے "اجماعی مسئلہ" کہا جا سکتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہ بدعات ہوئی کہ ایک مجلس میں ایک سے زیادہ طلاقیں دینا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان بدعات کو ختم کرنے کے لیے تین طرح کے اقدامات کئے تھے۔

۱۔ آپ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے والوں کو جسمانی سزا بھی دیتے تھے۔

۲۔ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین شمار کرنا دراصل ایک سزا تھی۔ جسے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے نافذ کیا تھا۔

۳۔ رشتہ قائم رکھنے کے لیے حلالہ کیا جاتا رہا اس پر آپ نے حلالہ نکالنے اور نکلوانے والے دونوں کے لیے رجم کی سزا مقرر کر دی۔

نیز عصر حاضر میں یہ روایت نکلی ہے کہ پہلے زوجہ کو میکے بھیج دیتے ہیں پھر کسی وقت بذریعہ چٹھی تین طلاق تحریری لکھ کر ڈاک میں بھیج دیتے ہیں یہ نہایت ہی غلط طریقہ ہے۔ مزید کہتے ہیں کہ اب سوال یہ ہے کہ ہمارے دور میں تین طلاق دینے والے مجرم کی کیا سزا ہے، حالانکہ یہ مسئلہ علماء کرام اور مفتی حضرات کی توجہ کا مستحق ہے۔ لیکن مفسر کی

---

[21]۔ نووی، یحیی بن شرف، شرح مسلم، (مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ)، ج1، ص470

Navavī, Yaḥya bin Sharf, Sharaḥ Muslim, (Maṭbo’a Noor Muḥammad,Karāchī,1375),V:1 ,P:470

[22]۔ جوزی، ابن قیم(1350ھ)، زاد المعاد، مترجم، رئیس احمد جعفری، (نفیس اکیڈمی کراچی، 1990ء) ج4، ص787

Jozī, Ibn e Qayam(1350), Zād ul Ma’ād, Mutarjam, Raees Aḥmad Jafrī,(Nafees Academy Karāchī,1990), V:4, P:787

رائے میں اس کی سزا ظہار کا کفارہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ دونوں کام کئی لحاظ سے ایک جیسے ہیں۔ ظہار کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا، دو مہینے لگاتار روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ البتہ باقی دو سزاؤں میں سے کوئی ایک مفتی حضرات ایسے مجرموں کے لیے تجویز کر سکتے ہیں اس طرح ہی بدعت کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے اور علماء کو ایسی سزا تجویز کرنا اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ خاموشی اور بے حسی کے ذریعہ کسی معصیت کے کام کو قائم رکھنا یا رہنے دینا بھی کار معصیت ہے۔ لہذا ایسے مجرم کو سزا بھی دینا چاہیے اور طلاق بھی ایک ہی شمار کرنا چاہیے، تاکہ سنت نبوی پر بھی عمل ہو جائے اور سنت فاروقی پر بھی۔[23]

اس بحث سے معلوم ہوا کہ صاحب تیسیر القرآن عبدالرحمان کیلانی صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین شمار نہیں کی جانی چاہئے بلکہ ایک شمار ہونی چاہئے اور تین طلاقیں اکٹھی دینے والے کے لئے کوئی سزا بھی رکھی جانی چاہئے۔

الکوثر فی تفسیر القرآن:

ایک مجلس میں تین طلاقوں کے بارے میں الشیخ محسن علی نجفی کا موقف یہ ہے کہ احناف کا موقف ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا حرام ہے لیکن باجود اس کے طلاق مؤثر ہو گی اور شوافع اور حنابلہ کے ہاں ایسی طلاق حرام نہیں ہے لیکن مؤثر ہے لیکن آئمہ اہل بیت کے نزدیک ایسی طلاق کو قرآن مجید کی صریح مخالفت قرار دیا گیا ہے اور جو عمل قرآن کریم کا مخالف ہو وہ مؤثر واقع نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ "۔[24]

"اے نبی ﷺ جب آپ عورتوں کو طلاق دو تو پس انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دے دیا کرو"۔

علامہ نجفی اپنی تفسیر میں بحث کرنے کے بعد یہ موقف دیتے ہیں کہ اگر شوہر ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں تینوں طلاقیں دے دیتا ہے تو اس صورت میں عدت پہلی طلاق کے لیے تصور کی جائے گی اس لیے دوسری اور تیسری طلاق کی عدت بنتی ہی نہیں۔ لہذا دوسری اور تیسری طلاق نہ ہونے کی وجہ سے غیر مؤثر واقع ہو گی۔ کیونکہ

---

[23]۔ کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، مکتبہ دارالسلام، لاہور 1432ھ، ج1، ص174-178

Kilānī, Abdulreḥman, Taiseer ul Qur'ān,(Maktaba Dār ul Salām, Lahore1432), V:1, P:174-178

[24]۔ طلاق 65:1

Al Qur'ān: 1:65

عہد رسالت مآب ﷺ اور عہد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں اور عہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سال تک ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھی پھر حضرت عمر بن خطاب نے دیکھا کہ لوگ اس کام میں عجلت سے کام لیتے ہیں جس میں ان کے لیے مہلت موجود تھی تو کیوں نہ ان کی اس عجلت کو نافذ کر دیں۔ چنانچہ آپ نے اسے نافذ کر دیا۔اس سلسلے میں علامہ جزیری رقمطراز ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں طلاق کی یہی حالت تھی اس بات کو اکثر اہل علم نے قبول بھی کیا ہے اور صحیح مسلم کی روایت کردہ حدیث مبارکہ پر بھی اعتراض نہیں کیا گیا۔ان احناف کی دلیل صرف حضرت عمر رضی اللہ کا وہ عمل ہے۔اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ حکم موقت تھا۔اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسی حدیث کے ذریعے نسخ کیا جسے انہوں نے ہمارے لیے بیان ہی نہیں کیا اور اجماع اس پر دلیل ہے۔[25]

حیرت کی بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا حکم نسخ کرنے کا حق کس نے دیا جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نافذ تھا حالانکہ حضرت عمر نے تو کسی حدیث کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔مولانا نجفی ایک سوال کرتے ہیں کہ کیا اس موہوم حدیث سے بھی حکم قرآن کریم نسخ کیا جا سکتا ہے، جس کو نہ کسی راوی نے روایت کیا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا مدعی ہے؟

اصول تو صرف یہ ہے کہ صرف متواتر حدیث یا متواتر سنت سے قرآن کا نسخ ممکن ہے۔یہاں تو ایک ایسی موہوم حدیث سے قرآن کا حکم منسوخ کیا جا رہا ہے جو کہ خبر واحد بھی نہیں ہے۔جبکہ قرآن میں صراحت موجود ہے "یعنی طلاق دو بار ہے"، یا پھر احسن طریقے سے زوجہ کو اپنے نکاح میں رکھا جائے یا احسن طریقے سے اسے رخصت کیا جائے۔"**فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔**"[26]

(تین طلاقوں) کے بعد شوہر کے لیے وہ عورت حلال نہیں ہے جب تک کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے"

---

[25]۔ جزیری، عبد الرحمن (م 806ء) مترجم، منظور احمد عباسی، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، (شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور 1978ء)، کتاب الطلاق، ج 4، ص 341

Jazeerī, Abdulreḥman(806)Mutarjam, Manzor Aḥmad Abbāsī, Al Fiqha Ala al Mazhab al Arbaya,(Shoba Maṭbo'a'āt Meḥkama Auqāf Punjāb,Lahore1978), Kitāb ul Ṭalāq, V:4, P:341

[26]۔البقرہ، 230:2

Al Qur'ān:2:230

یہاں اپنا موقف مزید واضح کرتے ہیں کہ اس آیت کے تناظر میں خود طلاق کا تین بار واقع ہونا ضروری ہے۔ لہذا "تین" کہنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوسکتی اور یہ ہر اس حکم میں لازم ہے جس میں تعدد شرط ہو اور لعان میں چار بار گواہی شرط ہے۔ للٰذا صرف چار کہنا کافی نہیں ہوتا۔ ایسے ہی اذان میں چار تکبیریں کہنا لازم ہیں، صرف چار کہنا کافی نہیں ہوتا۔ اور ایسے ہی جمرات کو سات کنکریاں مارنا ضروری ہے صرف سات کہنا کافی نہیں ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ جب ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا پہلی طلاق تصور ہوگی اگر یہ طلاق مؤثر ہے تو اس سے نکاح ختم ہوگا پھر دوسری طلاق لایعنی ہے کیونکہ مطلقہ کو طلاق نہیں دی جاتی منکوحہ کو طلاق دی جاتی ہے۔[27] ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے پر مفسرین کے موقف درج بالا ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دینا خلاف سنت ہے، اس مسئلہ پہ مفسرین کے اپنے اپنے موقف مع دلائل پیش کیے گئے ہیں تمام مفسرین کا موقف ایک جیسا نہیں ہے جس کی وضاحت تقابلی جائزہ میں کی گئی ہے۔ مزید مسئلہ طلاق پر پاکستانی قوانین کا جائزہ درج ذیل ہے۔

طلاق سے متعلق پاکستانی قانون کا جائزہ:

1961ء آرڈیننس طلاق: دفعہ نمبر 7 کے تحت طلاق سے متعلق ہدایات درج ذیل ہیں۔

ا۔ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو وہ طلاق کا اعلان خواہ کسی بھی شکل میں ہو کرنے کے بعد جس قدر جلد ہو سکے ایسا کرنے کا چیئرمین کو تحریری طور پر نوٹس دے گا اور اس کی ایک نقل زوجہ کو دے گا۔

۲۔ جو کوئی ضمنی دفعہ (1) کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا وہ قید محض جس کی مدت ایک سال تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ جو پانچ ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

۳۔ سوائے اس کے کہ جیسا ضمنی دفعہ نمبر (5) میں محکوم کیا گیا ہے، کوئی طلاق ماسوا اس کے کہ قبل ازیں، واضح طور پر یا بصورت دیگر منسوخ کردی گئی ہو۔ ضمنی دفعہ نمبر (1) کے تحت چیئرمین کو دیئے گئے نوٹس سے نوے دن گزارنے تک موثر نہ ہوگی۔

---

[27]۔ نجفی، شیخ محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن، (مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، 2016ء) ج1، ص567-69
Najfī, Shaikh Muḥsin Alī Al Kauthar fī Tafseer al Qur’ān,(Misbāḥ ul Qur’ān Trust Lahore, 2016), V:1, P:567-69

۴۔ ضمنی دفعہ نمبر (1) کے تحت نوٹس موصول ہونے کی تاریخ سے 30 دن کے اندر چیئرمین فریقین میں مصالحت کرانے کی غرض سے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا اور ثالثی کونسل ایسی مصالحت کروانے کے لیے تمام ایسے اقدام اٹھائے گی جو ضروری ہوں۔

۵۔ اگر طلاق کے اعلان کے وقت بیوی حمل سے ہو تو طلاق اس وقت مؤثر نہیں ہوگی جب تک کہ ضمنی دفعہ (3) میں متذکرہ مدت یا مدت حمل جو بھی مؤخر ہو ختم نہ ہو جائے۔

٦۔ ایسی بیوی کے لیے جس کا نکاح دفعہ ہذا کے تحت مؤثر شدہ طلاق سے فسخ ہو چکا ہو کسی دیگر شخص سے شادی کیے بغیر اسی شوہر سے دوبارہ شادی کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا ماسوا اس کے کہ ایسا فسخ تیسری بار اس طرح مؤثر ہو چکا ہو۔[28]

درج بالا قانون کے تحت نوٹس ملنے کے 30 یوم کے اندر چیئرمین فریقین میں مصالحت کرانے کی غرض سے ثالثی کونسل تشکیل دے گا جو مصالحت کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ چیئرمین کو تحریری نوٹس کے ذریعے اطلاع دینی چاہیے کہ اس نے فلاں عورت کو طلاق دے دی ہے اور نوٹس کی ایک نقل بیوی کو بھیجنی چاہیے جس کو طلاق دی گئی ہو۔ ایسی طلاق چیئرمین کو ملنے کے 90 دن کے بعد موثر ہو گی۔ بیوی کے حاملہ ہونے کی صورت میں طلاق اس وقت موثر ہو گی جب حمل ختم ہو جائے یا حمل ختم ہونے کے بعد متذکرہ بالا 90 دن کی میعاد ختم ہو جائے۔ دونوں میں سے جو موخر ہو۔ اس تاریخ سے طلاق موثر ہو گی۔ طلاق کا صرف اعلان کر دینا طلاق دینے کی خواہش کا محض اظہار ہے۔ طلاق اس وقت موثر ہو گی جب نوٹس ملنے کے بعد 90 دن گزر گئے ہوں۔

تقابلی جائزہ:

طلاق اور اس کے متعلقات پر مفسرین کی آراء اور مروجہ پاکستانی قانون کا جائزہ لے کر تقابل کیا گیا ہے۔ نکات درج ذیل ہیں۔

مشترک نکات

ا۔ تمام مفسرین اور پاکستانی قانون اس بات پر متفق ہیں کہ اگر طلاق دینا ہو تو عورت کو صرف ایک بار طہارت کی حالت میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ اسے ماہواری کے اختتام کا انتظار کرنا چاہئے، پھر شوہر دوسری طہارت کے ساتھ اس سے طلاق دے سکتا ہے، ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ عدت ختم ہونے سے پہلے جب چاہے دوبارہ شادی

---

[28]- The Muslim Family Laws Ordinance 1961,act,7

کرسکتا ہے لیکن اسے تیسری طلاق دینے کے بعد تیسری مرتبہ شوہر کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ نکاح کرنے کا کوئی موقع دیا جائے گا۔

۲۔ تمام مفسرین اور پاکستانی قانون اس بات پر بھی متفق ہے کہ ایک وقت میں تین طلاقیں دینا یہ طلاق بدعت ہے، شریعت کے خلاف ہے اور ایسا کرنا گناہ ہے، یا ایک ہی طہر میں الگ الگ اوقات میں تین طلاقیں دے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں وہ مباشرت کر چکا ہو ان میں سے جو فعل کرے گا وہ گناہگار ہو گا۔ یہ حکم ایسی مدخولہ عورت کا ہے جسے حیض آتا ہو اور غیر مدخولہ عورت کو سنت کے مطابق طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دی جاسکتی ہے۔[29]

۳۔ دو مرتبہ طلاق کے بعد اس شخص کے پاس دو اختیارات ہیں، ایک یہ کہ وہ عورت کو قواعد کے مطابق رجوع کر کے رکھے، دوسرا یہ کہ رجوع نہ کرے اور عدت پوری ہونے دے اور پھر اسے اچھے طریقے سے چھوڑ دے۔[30]

۳۔ تین مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلاق دینے کا سنت طریقہ شریعت اسلامیہ نے واضح کیا ہے بہتر ہے کہ سنت طریقہ سے طلاق دی جائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ خلاف سنت طریقہ سے طلاق دی جائے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی، تین طلاقیں ایک مجلس میں دے دینا خلاف سنت تو ہے لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے۔[31]

اختلافی نکات:

ا۔ مفسرین مولانا عبدالرحمن کیلانی، محسن علی نجفی کا موقف اور پاکستانی قانونکے مطابق ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا ایک طلاق ہے۔

۲۔ محسن علی نجفی کا موقف یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے پر عدت پہلی طلاق کے لیے تصور ہو گی، دوسری اور تیسری طلاق کی عدت بنتی نہیں لہذا دوسری اور تیسری طلاق عدت نہ ہونے کی وجہ سے غیر مؤثر ہو گی۔[32]

---

[29]۔ The Muslim Family Laws Ordinance 1961, act, 312

[30]۔ تدبر قرآن، ج1، ص556، تبیان القرآن، ج1، ص870، الکوثر فی تفسیر القرآن، ج1، ص567
Tadabur Qur'ān, V:1, P:556, Tibyān ul Qur'ān,V:1,P:870, Al Kauthar fi Tafseer al Qur'ān, V:1, P:567

[31]۔ تبیان القرآن، ج1، ص868، تفہیم القرآن، ج1، ص174، تدبر قرآن، ج1، ص572
Tibyān ul Qur'ān,V:1,P:868, Tafhīm ul Qur'ān, V:1, P:174, Tadabur Qur'ān, V:1,P:572

[32]۔ تیسیر القرآن، ج1، ص193، الکوثر فی تفسیر القرآن ج1، ص569، مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء، دفعہ 7

۳۔ قانون پاکستان ہے کہ اگر طلاق کے اعلان کے وقت بیوی حمل سے ہو تو طلاق موثر نہیں ہو گی جب تک مدت حمل ختم نہ ہو جائے۔[33]

۴۔ طلاق کا صرف اعلان کر دینا یہ طلاق دینے کی خواہش کا محض اظہار ہے طلاق اس وقت موثر ہو گی جب نوٹس ملنے کے بعد 90 دن گزر گئے ہوں۔[34] یہ بات شریعت کے منافی ہے جس کا جائزہ لینا چاہئے اور اسے کو نئے سرے سے تشکیل دینا چاہئے۔

انفرادی نکات

ا۔ مولانا عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ ایک وقت میں تین طلاقیں دینے والے مجرم کی سزا کیا ہونی چاہیے، وہ سزا جو ظہار کا کفارہ ہے وہی اس کی ہونی چاہیے کیوں کہ یہ دونوں کام کئی وجوہ سے مماثل ہیں۔[35]

۲۔ طلاق کا پاکستانی قانون ہے کہ شوہر اگر زوجہ کو طلاق دینا چاہے تو وہ چیرمین یونین کونسل کو تحریری طور پر دے گا اور اس کی ایک کاپی بیوی کو دے گا۔[36]

خلاصہ بحث

طلاق ایک اہم اور حساس مسئلہ ہے جس کے ہر پہلو کی شریعت اسلامیہ نے وضاحت کی ہے اس حوالہ سے منتخب مفسرین نے بھی سیر حاصل مباحث کی ہیں ان مباحث سے مختلف نظریات سامنے آتے ہیں جن کو چند نکات میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے کہ عورت کو حالت طہر میں ایک ہی مرتبہ طلاق دی جائے۔ پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق دے سکتا ہے اس صورت میں رجوع بھی کر سکتا ہے پھر تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے گا، سنت طریقہ تو یہی ہے لیکن اگر اس طریقے سے طلاق نہ دی جائے اور ایک ہی مجلس میں تین

Taiseer ul Qur'ān, V:1, P:193, Al Kauthar fi Tafseer al Qur'ān,V:1, P:569, Muslim Family Law ordinance 1961, Daf'a,7

33۔ مسلم فیملی لاء، آرڈیننس 1961ء، دفعہ 7

Muslim Family Law ordinance 1961, Daf'a,7

34۔ مسلم فیملی لاء، آرڈیننس 1961ء، دفعہ 7

Muslim Family Law ordinance 1961, Daf'a,7

35۔ عبد الرحمان کیلانی، تیسیر القرآن، ج 1، ص 178

Taiseer ul Qur'ān, V:1,P:178

36۔ مسلم فیملی لاء، آرڈیننس 1961ء، دفعہ 7

Muslim Family Law ordinance 1961, Dafa,7

طلاقیں دی جائیں تو چار مفسرین (علامہ سعیدی، مولانا مودودی، مولانا اصلاحی، مفتی شفیع) کے مطابق تین طلاقیں ہو جائیں گی کیونکہ خلاف سنت طریقے سے طلاق کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوتی، ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا خلاف سنت تو ہے لیکن طلاق ہو جاتی ہے لیکن اس مسئلہ میں مروجہ پاکستانی قانون اور مفسرین (مولانا عبد الرحمن کیلانی اور الشیخ محسن نجفی) اختلاف رکھتے ہیں کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دینا ایک طلاق ہی تصور کی جائے کیوں کہ تین طلاقیں دینے کی صورت میں عدت پہلی طلاق کے لیے تصور ہوتی ہے دوسری اور تیسری طلاق کی عدت بنتی ہی نہیں۔ لہذا دوسری اور تیسری طلاق عدت نہ ہونے کی وجہ سے غیر موثر واقع ہو گی اور ایک وقت میں تین طلاقیں دینے والے کو سزا ہونی چاہیے اور یہ بھی مروجہ قانون ہے کہ اگر بیوی حاملہ ہو تو طلاق دینے پر موثر نہیں ہو گی جب تک مدت حمل ختم نہ ہو جائے، مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 7 کے مطابق طلاق کا محض اعلان کر دینا ہوتا ہے ایسا کرنا طلاق کا اظہار ہوتا ہے لیکن طلاق اس وقت موثر ہو گی جب نوٹس ملنے کے بعد تین ماہ گزر گئے ہوں، اس قانون میں تصحیح کی ضرورت ہے اسلامی تعلیمات کے مطابق اس قانون کو بنانا لازم ہے کیوں کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا خلاف سنت تو ہے لیکن شرعی طور پر کہیں نہیں منع کیا گیا کہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License